36826 ـ قریب المرگ شخص کو کلمہ کی تلقین

سوال

درج ذیل فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان:
" اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو "
میں تلقین سے کیا مراد ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

تلقین تعلیم اور تفہیم کو کہتے ہیں، اور اس سے مراد یہ ہے قریب المرگ شخص کے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ کر مرنے والے شخص کو یہ کلمات کہنے کی یاد دھانی کرائے، جیسا کہ کسی بچے کو لا الہ الا اللہ کی تلقین اور تعلیم دی جائے، اور یہاں مرنے والے سے مراد قریب المرگ شخص ہے جسے موت آنے والی ہو.

اس حالت میں میت کو کلمہ اخلاص لا الہ الا اللہ کی تلقین اس لیے کی جاتی ہے کہ اس کا خاتمہ اس کلمہ پر ہو، اور اس کی زبان سے ادا ہونے والے آخری الفاظ یہ کلمہ ہوں، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم بھی دیا ہے.

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو "

صحیح مسلم حدیث نمبر (916).

اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

" جس کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی "

مسند احمد حدیث نمبر (21529) سنن ابو داود حدیث نمبر (3116) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (687)

میں اسے حسن قرار دیا ہے.

اور انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایك انصاری شخص کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو فرمایا:

" اے ماموں کہو: لا الہ الا اللہ، وہ کہنا لگا: ماموں یا چچا ؟ انہوں نے کہا بلکہ ماموں ، میرے لیے یہ کہنا بہتر ہے ؟! انہوں نے کہا جی ہاں "

مسند احمد حدیث نمبر (13414) علامہ البانی رحمہ اللہ احکام الجنائز میں کہتے ہیں: اس کی سند صحیح اور مسلم کی شرط پر ہے.

قریب المرگ شخص جب ایك بار یہ کلمہ پڑھ لے اور اس کے بعد کوئی بات نہ کرے تو اسے کثرت سے تلقین کر کے ایذاء نہیں دینی چاہیے.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" علماء نے اس پر اس کی کثرت کرنا اور بار بار کہنے کو ناپسند کیا ہے تا کہ وہ تکلیف کی شدت اور حالت کی تنگی کی بنا پر کہیں ڈانٹ ہی نہ دے، اور اپنے دل میں اسے ناپسند کرنے لگے، اور ایسی بات کہہ ڈالے جو نہیں کہنی چاہیے.

ان کا کہنا ہے: اگر وہ ایك بار کلمہ پڑھ لے تو اسے بار بار نہیں پڑھانا چاہیے، لیکن اگر اس نے کلمہ پڑھنے کے بعد کوئی اور بات چیت کی ہو تو پھر اس پر یہ کلمہ پیش کرنا اور اسے تلقین کرنی چاہیے تا کہ اس کی آخری کلام کلمہ اخلاص ہو " انتہی.

جب عبد اللہ بن مبارك رحمہ اللہ کی موت کا وقت قریب آیا تو ایك شخص انہیں کلمہ کی تلیقین کرتے ہوئے کہنے لگا: لا الہ الا اللہ کہو اور یہ بات بہت زیادہ اور کثرت سے کہی.

تو عبد اللہ بن مبارك کہنے لگے: تم اچھا نہیں کر رہے، مجھے خدشہ ہے کہ میرے بعد تم کسی مسلمان شخص کو اذیت سے دوچار کروگے، جب تم مجھے تلقین کر چکو اور میں کلمہ پڑھ لوں اور اس کے بعد کوئی اور کلام نہ کروں تو مجھے میری حالت پر چھوڑ دو، اور اگر میں کوئی اور کلام کروں تو مجھے تلقین کرو، تا کہ میری آخری کلام کلمہ ہو.

دیکھیں: سیر اعلام النبلاء (8 / 418).

اور اس کلمہ کی تلقین مشروع ہے چاہے مرنے والا شخص کافر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اگر اس نے حالت نزع سے قبل یہ کلمہ پڑھ لیا تو اسے نفع دےگا، اور اگر اسے عذاب دیا جائے تو اس کے گناہوں کی بنا پر اسے عذاب نہیں ہوگا.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اپنے مرنے والوں (قریب المرگ) کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو؛ کیونکہ موت کے وقت جس کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو گی وہ ایك نہ ایك دن جنت میں داخل ہو گا، اگرچہ اس سے قبل اسے جو کچھ بھی پہنچ چکا ہو "

اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (5150) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور تلقین کا حکم عام ہونے کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب اور اس یہودی بچے کو تلقین کرنا ہے جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کی موت کے وقت چچا کے پاس آئے اور کہنے لگے:

" میرے چچا لا الہ الا اللہ پڑھ لیں، یہ ایسا کلمہ ہے اس کے ساتھ میں اللہ تعالی کے ہاں تیرے لیے حجت بناؤنگا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (3884) صحیح مسلم حدیث نمبر (24)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایك یہودی بچے کی موت کے وقت اس کے پاس گئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور اسے کہنے لگے:

" اسلام قبول کر لو"

اور مسند احمد کی روایت میں ہے:

" لا الہ الا اللہ پڑھ لو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1356) مسند احمد حدیث نمبر (12381).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی جانب سے دو فائدے:

اول:

کیا تلقین امر کے معنی میں ہونی چاہیے؛ دوسروں معنوں یہ کہ تلقین کرنے والا شخص قریب المرگ شخص کو کہے: لا الہ الا اللہ پڑھو، یا کہ اس کے سامنے لا الہ الا اللہ کہے تا کہ قریب المرگ شخص اسے سنے تو اسے یاد آ جائے ؟

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس سلسلے میں مریض کی حالت کو مدنظر رکھنا چاہیے، اگر تو مریض طاقتور قوی کا مالك ہو اور برداشت کر سکتا ہو، یا پھر وہ کافر ہو تو اسے حکم دے کر کہا جائیگا کہ: تم لا الہ الا اللہ پڑھو اور لا الہ الا اللہ کے کلمہ پر اپنی زندگی کا اختتام کرو.

اور اگر وہ مسلمان ہو اور ضعیف اور کمزور قوی کا مالك ہو تو اسے حکم نہیں دیا جائیگا، بلکہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو خود کلمہ پڑھنا چاہیے تا کہ وہ سن کر پڑھ لے، یہ تفصیل اثر اور نظر سے ماخوذ ہے.

اثر یہ کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کو اس کی وفات کے وقت فرمایا تھا کہ:

" اے میرے چچا تم لا الہ الا اللہ پڑھ لو "

اور نظر سے اس طرح ماخوذ ہے کہ:

اگر تو وہ یہ کلمہ کہہ لے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے، اور اگر وہ نہ کہے تو کافر، اگر فرض کریں کہ اس سے اس کا سینہ تنگ ہو جائے اور وہ یہ کلمہ نہ کہے تو وہ اپنی اسی حالت پر باقی رہےگا اور اس پر کوئی اثر نہیں کریگا، اور اسی طرح اگر وہ مسلمان شخص ہو اور تحمل و برداشت کا مالك ہو تو ہم اسے اس کا حکم دیں تو یہ اس پر اثرانداز نہیں ہوگا، اور اگر ضعیف اور کمزور قوی کا مالك ہو اور ہم اسے حکم دیں کہ کلمہ پڑھو تو اس کا رد فعل ہو سکتا ہے کہ اس سے اس کا سینہ تنگ ہو جائے، اور وہ غصہ میں آکر کلمہ کا انکار کردے اور وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہو، بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جب انہیں صحت اور تندرستی کی حالت میں کہا جائے کہ کلمہ پڑھو تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں لا الہ الا اللہ نہیں کہتا، تو پھر غصہ کے وقت تو بعض لوگ تو اتنے غصہ میں ہوتے ہیں کہ بھول ہی جاتے ہیں اور جواب دیتے ہیں کہ میں لا الہ الا اللہ نہیں کہتا تو پھر اس حالت میں کیا حال ہوگا ؟

دوم:

" اسے لا الہ اللہ کی تلقین اور تعلیم دی جائیگی اور ہم اسے محمد رسول اللہ کے الفاظ نہیں کہینگے؛ کیونکہ حدیث میں صرف لا الہ الا اللہ ہی کے الفاظ آئے ہیں:

" اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو "

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس شخص کی دنیا میں آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہو گیا "

تو اس طرح کلمہ توحید اسلام کی کنجی ہے، اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ اس کے تکمیل اور فروعات ہیں.

اور اگر وہ دونوں شہادتوں کو جمع کرتے ہوئے پورا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو اس میں مانع نہیں کہ اس کی دنیا میں آخری کلام لا الہ الا اللہ نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا پہلے کے تابع اور اس کی تکمیل ہے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کی الوہیت کی شہادت دینے کو ایک رکن قرار دیا ہے.

اس لیے اسے دوبارہ تلقین نہیں کی جائیگی، اور دلائل سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ قریب المرگ شخص کا یہ کہنا: اشہد ان محمدا رسول اللہ کہنا کافی نہیں، بلکہ اس کے ساتھ لا الہ الا اللہ کے الفاظ کہنا ضروری ہیں " انتہی.

الشرح الممتع (5 / 177).

اور اگر مسلمان شخص طاقتوی قوی اور قوی ایمان کا مالك ہو تو مندرجہ بالا انصاری والی حدیث سے امر اور حکم کا استدلال کیا جا سکتا ہے، اس حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری کو کہا تھا:

" اے ماموں جان: لا الہ الا اللہ کہو "

اسی طرح عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کو جب طبیب نے دودھ پلایا اور دودھ خنجر والے زخم سے بالکل سفید خارج ہوا تو طبیب عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو کہنے لگا:

" اے امیرالمؤمنین میثاق اور عہد: تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے: اس نے میرے ساتھ سچ بولا ہے، اور اگر یہ اس کے علاوہ کوئی اور بات کہتا تو میں اس کی بات تسلیم نہ کرتا اور اسے جھٹلا دیتا، تو پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے جب یہ سنا تو رونے لگے، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے:

جو شخص روئےگا وہ باہر نکل جائے، کیا تم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں سنا کہ:

" میت کو اس کے اہل و عیال کے رونے سے عذاب ہوتا ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (296) احمد شاکر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے.

تو یہاں اس طبیب نے عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو امر کے صیغہ سے مخاطب کیا.

والله اعلم .